

[11]

اسلامی فلاحی ریاست میں غیر مسلموں سے تعلقات کا جواز اور دائرہ کار، معاہداتِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں

اسلامی فلاحی ریاست میں غیر مسلموں سے تعلقات کا جواز اور دائرہ کار، معاہداتِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں Ties with Non-Muslim entities by Islamic Welfare state in the light of Seerah of Holy Prophet's Pacts (PBUH)

Dr. Nasir Majeed Malik
Wing Commander Post-Doctoral fellowship, IRI, IIUI.

Prof. Dr. Aijaz Ali Khoso
Professor, Al-Hamd Islamic University Islamabad.
Email: aijaz.khoso80@gmail.com

Received on: 07-04-2022

Accepted on: 09-05-2023

Abstract

Islam has given a comprehensive model of life; therefore, the Quran and Sunnah not only address the personal, political, economic, and religious facets of life but also guide believers both in internal and external affairs of a state. It provides guidelines for building relations within the Muslim world and teaches the importance of peaceful coexistence between all peoples. Such friendly relationships between nations aid a country's development and nourish cultural, ideological, economic, and religious harmony. A welfare state is not a creation of the modern period. Islam first popularised it 1400 years ago. In a sense, Islam created the first welfare state in Madina. Thereafter, successor rulers followed suit and adopted the same. Thus, under the terms "Brotherhood between the Muslims," "Madina Treaty," and "Al-Hudaybia Treaty," the founder of the Islamic state, Hazrat Muhammad (PBUH), established admirable accords with surrounding countries. These historic treaties played a pivotal role in protecting the rights of Muslims and non-Muslims in terms of religion, society, and culture. Moreover, the principles laid by the Holy Prophet in these pacts were effectively utilized in formation of "Charter of Human Rights" in 1948 by UNO. Due to the modern Muslim world's deviation from Islam's great principles, a dire scenario has arisen. The idea of an Islamic welfare state seems to be a pipe dream given the new problems the Islamic world is currently confronting.

Keywords: Welfare State, Internal and external affairs, Tolerance, Treaties the already

تعارف :-

اسلام ایک مکمل نظام اور ابدی ضابطہ حیات ہے۔ قرآن و سنت کی آفاقی تعلیمات زندگی کے انفرادی و اجتماعی، معاشی و معاشرتی، سیاسی و اقتصادی ہر میدان کا احاطہ کرتی ہیں۔ اسلام اجتماعی زندگی میں جہاں ریاست و حکومت کا تصور دیتا ہے وہاں غیر مسلم اکائیوں کے ساتھ داخلی اور خارجیہ تعلقات استوار کرنے پر بھی زور دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ روزِ اوّل سے نسلِ انسانی سے احسن معاملات اور سلوک کا درس دیتی نظر آتی ہیں۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ایک مخصوص گروہ کی بجائے پوری انسانیت سے خطاب ہے کہیں ”یا ایہا الناس“ (سورہ البقرہ : آیت 21)، (الحج: 01 اور 73)، (الحجرات: 13)، (النساء: 1)، (لقمن: 33)، (یونس: 33)۔

57) اور کہیں ”یا بنی آدم“ کہہ کر خطاب کیا ہے۔ (سورہ الاعراف: 25 اور 26) لیکن خارجہ تعلقات کی اسلام نے حدود بھی مقرر کی ہیں اور ان کی نوعیت بھی بیان کی ہے کیونکہ اسلامی ریاست کے قیام کا مقصد وحدت ربانی پر ہوتا ہے (آل عمران: 26، 109، 154) (الملک: 01) (النساء: 58-59) (البقرہ: 247) اس لئے غیر مسلموں کے ساتھ دائمی اتحاد ناممکن ہے۔ غیر مسلموں سے تعلقات کا بنیادی مطمح نظر انسان کی بہتری، قیام امن اور تدارکِ جبر ہے۔ حصولِ معاش کے بارے میں اسلام بہترین انداز میں آفاقی تعلیمات مہیا کرتا ہے اور سیاسی، معاشرتی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کا بھی ضامن ہے۔ مگر وہ اصل مقصد 'اسلام اور اہل اسلام کی بالادستی' سے دستبردار نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح خارجہ تعلقات اور خارجہ پالیسی کی اہمیت بھی مسلم ہے۔ جس طرح کسی ملک کو اندرونی اور بیرونی طور پر محفوظ بنانے کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح ملک کو بیرونی سازشوں اور ملک کے بہترین مفاد میں دیگر اقوام و ملل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے پر بھی زور دیتا ہے۔ خارجہ تعلقات کے عوامل میں سے اہم ترین عوامل مختلف ممالک کے تہذیب و تمدن، رسم و رواج، نظریاتی فکر، زمینی خزانے، سمندر کی موجیں، قدرتی موسم، فلک بوس پہاڑ وغیرہ انتہائی اہم ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح کوئی فرد جس طرح معاشرے میں اکیلا زندگی نہیں گزار سکتا اسی طرح کوئی قوم عالم میں تنہا اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتی، لہذا ہر ملک کے ایک دوسرے کی ساتھ تعلقات جداگانہ ہوتے ہیں اور ہر ملک اپنے حساب سے اسے وضع کرتا ہے۔ آج کل ہر طرف فلاحی ریاست کا چرچا ہے۔ یورپی مفکرین اپنی روایت کے مطابق فلاحی ریاست کے نظریے کو یورپی ذہن رسا کا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے آج سے 1400 سال پہلے حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں پہلی اسلامی فلاحی ریاست کی ابتدا کی۔ جبکہ اسلام اور مغرب کے فلاحی ریاست کے تصور میں واضح فرق موجود ہے۔ اسلامی شریعت 'اسلام میں فلاحی مملکت کی ترقی کے اصولوں کا تعین کرتی ہے۔ اس کے برعکس اقتصادیات اور سماجیات کے ماہرین نے،

یورپ میں فلاحی مملکت کے اصول، سماجی اور اقتصادی جہتوں کو سامنے رکھ کر بنائے ہیں۔ اسلامی فلاحی ریاست میں لوگوں کی صرف دنیاوی بہبود کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

حضور ﷺ کی سیرتِ مطہرہ ہر مکتبہ فکر کیلئے مینارہ نور

خدائے ذوالجلال نے رسول کریم ﷺ کو جن بے شمار صفات سے نوازا ہے ان میں ایک آپ ﷺ کی سیاسی بصیرت، معاملہ فہمی، قائدانہ صلاحیتیں اور بحیثیت والی ریاست مدینہ آپ ﷺ کے ہمسایہ اقوام کے ساتھ بہترین تعلقات بھی تھے۔ زمانہ قبل از نبوت میں بھی بعض واقعات، آپ ﷺ کی قائدانہ صلاحیتوں کا پتہ دیتے ہیں۔ جیسے واقعہ ”حلف الفضول“ اور دوسرا حجر اسود کو نصب کرنے والا واقعہ اور ہجرت مدینہ کے بعد جو اسلامی ریاست قائم کی وہاں جن اصولوں کو اپنایا گیا وہ اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اس ضمن میں مواخات مدینہ، میثاق مدینہ اور کچھ عرصہ بعد ”معاہدہ حدیبیہ“ کی مثالیں ' آپ ﷺ کی حکمت و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ خصوصاً میثاق مدینہ آپ ﷺ کی بین الاقوامیت کی پہلی تحریری سند ہے۔ جو اسلامی ریاست کا دستور حقیقی بھی کہلاتا ہے۔ اس تاریخی دستاویز میں غیر مسلموں اور

ہر طبقہ کے افراد و اقوام کے حقوق و فرائض کا تعین، ان کی مذہبی آزادی کا تحفظ اور ان کو پورا پورا اعزت و احترام دیا گیا ہے۔ اس طرح غزوات و سرایا میں آپ ﷺ کی دفاعی و جنگی حکمتِ عملی، اخلاقی اصولوں کی پاسداری کی 'جن میں مسلم و غیر مسلم بھی شامل تھے۔ لوگوں کا تحفظ، حق کی معاونت، سفارت کاری کا فروغ، خارجہ تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے اور دعوت و تبلیغ کے لئے نبی آخر الزماں ﷺ کے بھیجے گئے خطوط، جو آپ ﷺ نے ہمسایہ ممالک کے حکمرانوں کو لکھے وہ سب اپنی جگہ نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ علاوہ ازیں محمد ﷺ نے غیر مسلم اقوام کے ساتھ غیر ضروری جنگ و جدل سے ہمیشہ ہی گریز کیا۔ صرف اس وقت جب اسلام اور مسلمانوں کی بقاء خطرے میں تھی، نبی المہمہ ﷺ نے عالم انسانیت میں پہلی بار جنگی اصلاحات کا اجراء کیا۔ عالمگیر حقوقِ انسانی کے لئے کوششیں کیں، اسکی نظیر ہمیں خطبہ حجۃ الودع میں مل سکتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات، اقوامِ عالم کے لئے روشن مینار کا درجہ رکھتی ہے۔ آج دنیا کے حکمران اس معیار پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں، جہاں رسولِ عربی ﷺ نے ہمیں عہدِ نبوی میں لاکھڑا کیا تھا۔ آج مسلمان امت جس مشکل وقت سے گزر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ داخلی معاملات ہوں یا خارجی مسائل ہر جگہ نئے نئے چیلنجز کا سامنا ہے اسلامی ریاستوں کا امن و امان اور ملکی استحکام ہمارے مروجہ سسٹم اور طرزِ حکمرانی اور اسلامی فلاحی مملکت کے فقدان کی وجہ غور طلب اور مثبت تعمیری اقدامات کا متقاضی ہے۔ عصر حاضر کے حوالے سے اس موضوع کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ عصرِ حاضر میں غیر مسلم اقوام سے خارجہ تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور قیادت سے راہنمائی حاصل کرنا ہوگی۔ کیونکہ پر امن بقائے باہمی، اتحاد و یگانگت اور اعتماد کی فضا کا قیام، آپ ﷺ کی تعلیمات کے بغیر ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں مکالمہ بین المذاہب کی بھی اشد ضرورت ہے۔ ہمسایہ ملک کے ساتھ معاہدات بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں، تاکہ دگرگوں حالات میں وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ اس کے علاوہ امتِ وسطیٰ کو باہمی احترام پر مبنی سفارتی تعلقات قائم کرنا بھی وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ اور اس کے علاوہ ہمیں مذہبی رواداری اور برداشت کو فروغ دینے، پسماندہ طبقات اور غریب ممالک کی مدد کرنا خصوصاً عالمِ اسلام کے حوالے سے عسکری وحدت کو فروغ دینے، اس کے علاوہ عالمِ اسلام کے مابین سائنسی و فنی علوم میں وحدتِ تعلیمی وحدت، ذرائعِ ابلاغ میں وحدت، عالمِ اسلام کے مابین مشترکہ تجارت و مشترکہ بینکنگ، اسلامی سیکرٹریٹ اور عالمی اسلامی عدالت قائم کرنے کی فوری اور جلد ضرورت ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے اور بندگی کے ہر گوشے میں انسان کو کامل ہدایات دی ہیں۔ حضور ﷺ کا دین اور آپ ﷺ کی تعلیمات ہر شعبہ زندگی میں ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ اسوہ رسول ﷺ ہمارے ہر دور کا مداوا، ہر مسئلے کا حل اور ہر دور کی کنجی ہے۔ اس طرح امت کے حاکم اور سربراہ حکومت کے طور پر بھی آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے حکمرانی اور نظامِ مملکت کے حوالے سے ناصرف ایک روشن مثال ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے آئیڈیل اور رول ماڈل ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کو ایک فلاحی اسلامی ریاست بنایا۔

فلاحی ریاست کا تصور

اب ہم یہ جانیں گے کہ فلاحی ریاست کسے کہتے ہیں؟ نیز فلاح کا مطلب کیا ہے؟

اردو میں نیکی اور خیر کے امور کے لئے لفظ فلاح مستعمل ہے اس میں کامیابی، بامرادی، راحت، بھلائی، بہتری، فائدہ، خوشی اور سلامتی کے آتے ہیں۔¹

فلاح کا معنی و مفہوم

”فلاح“ فارسی میں دستگاری کے معنی میں آتا ہے۔²

فلاح اصلاً عربی زبان سے ماخوذ ہے عربی میں فلاح اور الفلاح: الشق³ کے معنی پھاڑنے کے آتے ہیں پھاڑنے کا مطلب ہے زمین کو کاشت کے لئے چیرنا اور اس میں بیج بونا ہے۔

اس کی وضاحت لسان العرب کی اس عبارت میں یوں ہے۔

والفلاح الأرض للزراعة يفلحها فلحاً اذا شققها للحراث⁴

فلاح کے لغوی معنی ”welfare“ اس طرح انگریزی زبان کی تمام کتب لغات میں فلاح بمعنی خوشی (Happiness) کے ملتے ہیں⁵ فلاحی ریاست کی تعریف آکسفورڈ ڈکشنری میں ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے۔

ایسا نظام جس میں حکومت ان لوگوں کو مفت سہولیات مہیا کرے جن کو ان کی ضرورت ہو، مثال کے طور پر طبی سہولت اور پیسہ۔ بے روزگار اور بوڑھوں کیلئے۔⁶

انسائیکلو پیڈیا کے مطابق فلاحی ریاست کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

ریاست ایک ایسا فلاحی ادارہ ہے جو افراد کی جسمانی

، معاشی، معاشرتی، روحانی اور ثقافتی بہبود کے لئے ہر قسم کی سرگرمیاں انجام دیتی ہے۔ یہ افراد کو ایسی سہولتیں فراہم کرتی ہے جس سے وہ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کر سکیں۔⁷

فلاح در حقیقت ایمان مع عمل کے ساتھ مشروط ہے اس لئے امام راغب اصفہانی نے فلاح کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

الفلاح الطفرء ادراك البغية وذالك ضربا دينوى و آخرى فالدينوى الطفرء لسعادات التى تطيب بها حياة لدنيا قهو البقا و بغنى و الضر و فلاح آخرى و ذالك اربعة اشياء بقاء بلا قنا و غنى بلا فقر و عز بلا ذل و علم بلا جهل۔⁸ الختصر فلاحی ریاست ایک ایسی مملکت ہے جس میں تمام لوگ خوشحال ہوں سب کو بنیادی حقوق حاصل ہوں۔ مملکت میں مساوات، عدل و انصاف، آزادی، احترام انسانیت اور قانونی تحفظ حاصل ہو۔

صاحب امر (حاکم) ریاست سے غربت فقر و فاقہ، بے روزگاری، جہالت، رشوت خوری، منشیات، جرائم کا خاتمہ کر دے، شہریوں کو جان و مال اور دین کی حفاظت کی ضمانت دے۔ اس کے شہری امن و عافیت سے باعزت زندگی گزار سکیں مضبوط فوج کے ساتھ مملکت کی سرحدیں دشمنوں سے محفوظ ہوں۔ رسول ﷺ نے مدنی ریاست کے قیام کے بعد حقیقی معنی میں مملکت کو فلاحی ریاست بنایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ

سب سے پہلے فلاحی ریاست کا تصور ہی رسول ﷺ نے دیا تو یہ ایک حقیقی بات ہوگی جس میں مبالغے کا عنصر قطعاً نہیں ہوگا۔⁹

خارجہ کا لغوی معنی

لفظ خارجہ عربی زبان سے نکلا ہے جس کا مادہ خ، ر، ج ”خَرَجَ“ ہے۔ خرج باب ضرب سے ہے جس کے معنی باہر نکلنا، اور الخارج جیہ الخار جی کا مونث ہے۔ وہ منصب جس کے ذریعے سے دوسری حکومتوں سے تعلقات رکھے جاتے ہیں۔¹⁰ القاموس میں خارجہ کے معنی ذکر کئے گئے ہیں۔

”خرج، خروجا: نکلنا، باہر آنا، نمودار ہونا اور ابھرنا“¹¹

Dealing with or involving other countries¹²

مختلف ماہرین کی تحقیقات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ لفظ خارجہ کے معنی باہر کا۔ داخلے کی ضد ہے۔ دوسرے ملک کا علاقہ۔ اپنے ملک کے علاوہ دوسرے ملک کے رقبے کے ہیں۔ خارجہ کے ساتھ جو لفظ استعمال ہوتا ہے وہ پالیسی ہے اس کو عربی میں السياسة الخارجية کہتے ہیں۔ ایک ماہر سیاست خارجہ پالیسی کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”هو مجموعة القواعد التي تنظم العلاقات بين الدول“

”ان منظم قواعد کے مجموعہ کا نام ہے جو ممالک کے درمیان تعلقات استوار کرتے ہیں“¹³

ڈاکٹر صفدر محمود ٹیمپل پامر سٹن کا قول ہے، وہ خارجہ پالیسی سے متعلق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

In international relations there can be no eternal friends nor can be eternal enemies' only national interest.¹⁴

بین الاقوامی تعلقات میں نہ تو کوئی دائمی دوست ہے اور نہ ہی دشمن، صرف قومی مفاد ہی دائمی عنصر ہوتا ہے۔

قبل از اسلام ' بین الاقوامی تعلقات کا مختصر جائزہ

رسول پاک ﷺ کی ولادت سے ۶۰۰ سال قبل دنیا میں سب سے بڑا مذہب عیسائی تھا۔ حضرت عیسیٰ اور ان کے پیروکار دنیا کے کئی حصوں میں آباد رہے، لیکن حضرت عیسیٰ کے بعد دنیا طوائف الملوکی کا شکار تھی۔ یورپ میں روم اور قسطنطنیہ کے رومی اور بازنطینی قیصروں کے اقتدار کے زوال کے باعث یورپ کے امن کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ ایرانی سلطنت میں سلطانی حکمرانوں کے جابرانہ طرز حکومت کے باعث عام لوگ تباہ حال ہو رہے تھے، شمالی میدان اعظم میں بحر کابل سے لے کر یورپ کے وسطی ممالک تک تاتاریوں کی وحشی قومیں نہ صرف ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے برسرِ پیکار رہتی تھیں، بلکہ ہندوستان، ایران اور یورپ کے ملکوں کو بھی اپنی لوٹ کھسوٹ کا تختہ مشق بنا رہی تھیں۔ عہد ساسانی میں اردشیر ایک عادل حکمران تھا اس کا ایک قول جو زبانِ عام تھا۔

There can be no power without any army no army without money, no money

without agriculture and no agriculture without justices.¹⁵

اس عہد کے خارجہ تعلقات بہتر تھے اور حکمران عوام میں مقبول تھے۔ جہاں تک یونان کا تعلق ہے یہ ایک متمدن قوم تھی اور حکومت بھی جمہوری طرز کی تھی۔ اس دور میں متمدن دنیا کے بیشتر حصے رومی سلطنت کے زیر سایہ تھے ان کے خارجہ تعلقات اچھے تھے۔ روم کی سیاسی پالیسی کے حوالے سے کیا خوب کہا ہے۔

اچھا گلہ بان وہ ہے جو اپنی بھیڑوں کی اون کاٹ لیتا ہے نوچتا نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دو صدیوں تک شہنشاہان روم اپنی مملکت کے باشندوں کا اون کاٹتے رہے وہ ان سے بڑی دولت وصول کرتے رہے۔ لیکن اس کے ساتھ بیرونی دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے رہے۔¹⁶ رومیوں کے یونانیوں کے ساتھ طویل جنگوں اور اندرونی سازشوں کی وجہ سے ملک کے اندر سیاسی استحکام ناپید ہو چکا تھا، اسی وجہ سے دیگر ممالک کے ساتھ ان کے تعلقات خاطر خواہ نہیں تھے۔ جہاں تک چین اور عرب ممالک کے تعلقات کا تعلق ہے وہ تجارتی نوعیت کے تھے جہاں تک عرب کا تعلق ہے ان کے دیگر ممالک کے ساتھ سیاسی، معاشی اور دیگر خارجی تعلقات بعثت نبوی ﷺ سے قبل قائم تھے، وہ بعثت کے بعد بھی قائم رہے۔ سفارت کاری کا ادارہ اگرچہ زمانہ قدیم میں اس قدر منظم اور ترقی یافتہ نہیں تھا لیکن عرب میں یہ قائم تھا عربوں کے سفیر تھے، جنہوں نے کئی قوموں اور ملکوں کے درمیان جنگوں کی کیفیت کو امن میں بدل دیا اور حریف کو حلیف بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

اسلامی فلاحی ریاست میں غیر مسلموں سے تعلقات کا جواز

قرآن حکیم روئے زمین پر قائم تمام اداروں کا ہے اس کا تعلق فرد کی اصطلاح سے ہو یا فرد کی ترقی سے، معاشرتی قوانین سے ہو یا معاشی، سیاسی نظام کے اصول و قواعد ہو یا ایک ادارے کے اصول و ضوابط، یعنی ہر ادارہ نظم، اور انجمن کے بارے میں بہترین اصول فراہم کرتا ہے اس طرح قرآن پاک اسلامی ریاست و نظام حیات کی مکمل راہنمائی کے ساتھ دوسری ریاستوں حکومتوں اور غیر مسلم لوگوں کے ساتھ معاملات و تعلقات کی پالیسی کی وضاحت کرتا ہے۔¹⁷

رسول اللہ ﷺ کے اقوام دیگر سے تعلقات

قیادت و حکمرانی اور سیاست و حکومت کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا جس کے لئے آپ ﷺ نے کوئی اصول اور قانون پیش نہ کیا ہو۔ حامد انصاری اپنی کتاب 'اسلام کا نظام حکومت' میں لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ، اسوہ حسنہ اور بے مثال قیادت پر جس قدر غور کیا جائے آپ ﷺ کی عظیم الشان شخصیت نگاہ عقیدت کے سامنے آراستہ ہو کر آجاتی ہے بالخصوص ”ریاست مدینہ“ کے قائد اور پہلی فلاحی مملکت کے عظیم حکمران کے طور پر آپ ﷺ نے قیادت و حکمرانی، عدل کی بالادستی قانون کی حکمرانی، بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ، اعلیٰ انسانی اقدار کے فروغ اور قیادت و حکمرانی کا جو بے

مثال نمونہ پیش فرمایا وہ پوری انسانی تاریخ میں ہر لحاظ سے معتبر سب سے منفرد اور سب سے زیادہ بے مثال ہے۔¹⁸ آپ ﷺ کو غیر مسلموں نے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے۔ باسوتھ سمیت اپنی کتاب ”محمد اور محمدان ازم“ میں لکھتا ہے۔

وہ محمد ﷺ دین و دنیا دونوں کے سردار تھے وہی شاہ بھی تھے اور مذہبی پیشوا اور دینی راہنما بھی وہ دلوں کے بادشاہ تھے انکی فرمانروائی لوگوں کے سروں پر نہیں بلکہ دلوں پر تھی۔ ایسے بادشاہ کو کسی سچ و سچ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دنیا کے بڑے بڑے فرمانروا، کرام و ول اور نیولین بونا پارٹ جیسے حکمران اپنی ظاہری شان و شوکت سے نہ بچ سکے۔ مگر محمد ﷺ ایسی ظاہری شان و شوکت سے پاک تھے۔¹⁹ اب ہم آپ ﷺ کے کئے گئے غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔ اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے فوائد کا تحقیقی جائزہ لیں گے۔

حلف الفضول

اسلام سے پہلے عرب میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑائیوں کا سلسلہ چلا آتا تھا۔ اس میں سب سے مشہور لڑائی ”حربِ فجار“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں قبیلہ قریش کے مقابلے میں قبیلہ قیس تھا۔ کیونکہ قریش حق پر تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔ اس کو ”فجار“ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جنگ حرام مہینوں میں لڑی گئی تھی۔ لڑائیوں کے مسلسل سلسلوں نے عربوں کے سینکڑوں گھروں کو برباد کر کے ان کا چین اور سکون لوٹ لیا تھا۔ چنانچہ لڑائی کے بعد اہل قریش کے سمجھدار افراد نے امن قائم کرنے کی تجویز دی۔ اس کے نتیجہ میں خاندانِ ہاشم، بنی زہرہ اور تیم عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور یہ معاہدہ طے پایا کہ ”ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی مدد کرے گا اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائے گا۔“²⁰

آپ ﷺ اس معاہدہ میں شریک تھے اور عہدِ نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سو سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا۔²¹

اسلام کے پچ کا پیش خیمہ: بیعتِ عقبہ النساء

حضور ﷺ کی انتھک کوششوں سے مدینہ سے حج کیلئے آنے والے دس بارہ افراد اسلام لے آئے۔ اور یہی لوگ اگلے سال عقبہ کی گھاٹی میں حج کے موقع پر دوبارہ ملاقات کرتے ہیں۔ اور اپنے خاندانوں کی بیعت پیش کرتے ہیں۔ ان کی فرمائش پر حضرت عمیر کو استاد بنا کر بھیجا جاتا ہے، جن کی کوششوں سے اگلے برس بہتر لوگ رسالتِ مآب کے ساتھ اقرار کرتے ہیں کہ وہ مدینہ آنے کی صورت میں وہ لوگ ان کی میزبانی اور حفاظت کریں گے۔ معلوم تاریخ میں یہ ایک واقعہ معاہدہ عمرانی تھا جس میں چند لوگوں نے ایک فرد کو اپنا سردار بنایا اور اس معاہدے کے ذریعے ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض کا تعین ہوا۔ اور مدینہ کے سرداروں کی حمایت کے نتیجہ میں آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں ایک سربراہ کی حیثیت سے داخل ہوئے۔

میثاقِ مدینہ، ایک تاریخ ساز عہد

مدینہ میں یہودیوں کے تین قبائل بنو نضیر، قینقاع اور قریظہ آباد تھے۔ جبکہ انصار کے دو قبیلے بنی اوس و خزرج آباد تھے جو کہ ان یہودیوں کی سازشوں کی وجہ سے آپس میں لڑتے رہتے رہتے تھے۔ انصار کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ جس کو تاریخ 'جنگِ بعاث' کے نام سے جانتی ہے، اس معرکہ نے اوس و خزرج کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ یہود اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے تھے کہ انصار کے یہ قبیلے کبھی آپس میں اکٹھے نہ ہو پائیں۔ مکہ میں حضور ﷺ کا مقام صرف ایک مذہبی لیڈر اور امام کا تھا لیکن مدینہ میں حضور ﷺ ایک بڑے مدبر اور مصلح بھی تھے۔ آپ ﷺ سیاسی بصیرت رکھنے والے ایک عملی انسان تھے۔ یہ آپ ﷺ کی بصیرت اور دور اندیشی ہی تھی کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں ایک اسلامی ریاست بنانے کو ضروری خیال فرمایا جس میں مدینہ کے تمام لوگوں کی حمایت حاصل ہو۔ آپ ﷺ کو سب سے پہلی یہ فکر تھی کہ مدینہ کے قبیلوں کی لڑائی جھگڑوں کو ختم کر کے قانون کو نافذ کرایا جائے۔ اس صورت حال کی وجہ سے آپ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات کو ضبطِ تحریر میں لاکر واضح کر دیں۔ آپ ﷺ نے یہود اور انصار کو بلا کر حسبِ ذیل شرائط پر ایک معاہدہ لکھوایا جس کو دونوں فریق نے منظور کیا۔ یہ معاہدہ ابنِ ہشام میں مکمل مذکور ہے۔

میثاقِ مدینہ کی تاریخی اہمیت

یہ بات قابلِ صد تحسین ہے کہ جب دنیا کسی بھی آئین یا دستور سے آشنا تھی، میثاقِ مدینہ کے ذریعے نبی کریم ﷺ نے نہ صرف تاریخِ انسانی میں پہلی مرتبہ ایک باقاعدہ تحریری دستور کا تصور دیا۔ بلکہ وہ مذہب جس کی تبلیغ آپ ﷺ مکہ میں فرما رہے تھے، مدینہ آتے ہی آپ ﷺ نے اس کی سیاسی حیثیت کو اس نئے شہر کے مختلف مذاہب کے رہنے والوں سے منوالیا۔ مکہ میں حضور ﷺ کا منصب صرف ایک مذہبی رہنما اور پیشوا کا تھا لیکن مدینہ میں حضور ﷺ ایک عظیم مدبر اور انسانی اصلاح کرنے والے بھی تھے۔ آپ ﷺ سیاسی بصیرت رکھنے والے ایک عملی انسان تھے۔ یہ آپ ﷺ کی بصیرت اور دور اندیشی ہی تھی کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں ایک اسلامی ریاست بنانے کو ضروری خیال فرمایا جس میں مدینہ کے تمام لوگوں کی حمایت حاصل ہو۔ آپ ﷺ کو سب سے پہلی یہ فکر تھی کہ مدینہ کے قبیلوں کی لڑائی جھگڑوں کو ختم کر کے قانون کا نفاذ کرایا جائے۔ مدینہ میں اب آپ کی حیثیت نا صرف ایک پیغمبر کی تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا مقام ایک حکمران خلیفہ کا بھی تھا۔ جس میں سب مسلمان آپ ﷺ کو اپنا حکمران اور پیشوا مانتے تھے۔

میثاقِ مدینہ نے مذہب اور اعتقاد کا لحاظ کئے بغیر ہر شہری کو جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کی مکمل ضمانت دی۔ اور اس آیت مبارکہ کہ "دین میں کوئی زبردستی نہیں"۔ (سورہ البقرہ: 256) کی عملی تفسیر مدینہ میں پیش کی۔ مدینہ کے ہر باشندے کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ میثاقِ مدینہ کی رو سے ہر فرد کو عزت، رواداری، برداشت اور آپس میں اچھے سلوک کی فضا میسر آگئی تھی۔ میثاقِ مدینہ کی رو سے یہودیوں اور عیسائیوں کو بہت فائدہ ہوا۔ اس معاہدہ کی رو سے نہ تو کسی سینا گارگ اور نہ ہی کسی چرچ کو ہاتھ لگایا جاسکتا تھا۔ یہ سب اسلامی ریاست کے تحت محفوظ تھے۔ آپ ﷺ اسلامی جمہوری ریاست کے صحیح معنوں میں علمبردار تھے۔ مدینہ میں

آپ ﷺ نے ایک عالمی اسلامی جمہوری ریاست کی بنیاد رکھی جس میں برابری، عدل، باضابطگی اور قانون کی بالادستی تھی۔ بلاشبہ میثاقِ مدینہ جہاں آپ ﷺ کی دوراندیشی، سیاسی بصیرت اور ریاستی دانشمندی کو اجاگر کرتا ہے وہیں آپ ﷺ کی شخصیت کی بلندی، عظمت اور بزرگی کا غماز بھی ہے۔ میثاقِ مدینہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک عظیم دانشور، ماہر سیاستدان اور ایک غیر معمولی فراست کے مالک تھے۔ بے شک آپ ﷺ دنیا کے سب سے بڑے پیغمبر اور مذہبی انقلاب برپا کر دینے والے والی ہستی تھے۔ آپ ﷺ کا مذہبی، اخلاقی اور روحانی اثر دنیا پر آج تک اثر انداز ہو رہا ہے۔ بلکہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ہر روز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

آپ ﷺ نے مدینہ آنے کے پانچ ماہ بعد، آٹھ قبیلوں سے صلاح مشورہ کے بعد تریسٹھ دفعات پر مشتمل ایک تاریخ ساز دستاویز مرتب کی جسے صحیفہ (میثاقِ مدینہ) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس انقلابی میثاق کے نتیجے میں مدینہ میں ایک بڑی تبدیلی رونما ہوئی اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس تاریخی منشور سے انتہا پسندی کا خاتمہ ہوا۔ امن کا قیام عمل میں آیا اور تمام مذاہب کے پیروکاروں کو عقیدہ و مذہب کی آزادی حاصل ہوئی۔ مذہبی آزادی اور رواداری کا اصول وضع ہوا۔ میثاقِ مدینہ کے مطابق مدینہ کے ہر فرد کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے گئے تھے۔ اس میثاق کے ذریعے مدینہ کے ہر شخص کو اس کا پیدائشی حق آزادی، عدل و انصاف، مساوات اور بھائی چارے کی آزادی دی گئی تھی۔ ہر شہری کو برابری کی حیثیت اور حقوق حاصل تھے۔

اسی دوران مؤاخاتِ مدینہ کا واقعہ بھی پیش آیا۔ جس میں آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو اخوت کے رشتے میں پرو دیا۔ مؤاخاتِ مدینہ اور میثاقِ مدینہ کی رُو سے مدینہ کے کسی فرد کے درمیان کسی قسم کا کوئی فرق نسل، رنگ یا خاندانی بڑائی پر نہیں تھا۔ معاشرہ کسی خونی اور قبائلی رشتوں سے جڑا ہونے کی بجائے اسلام کے مضبوط رشتے میں بندھ گیا تھا۔ انصار اور مہاجرین اسلامی بھائی بھائی ہو گئے تھے۔

اس تاریخی معاہدے کی ہر دفعہ معاہداتی دنیا میں اپنی ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ اسلامی مملکت دوسرے مذاہب اور پولیٹیکل اقلیتوں کو کیا درجہ دیتی ہے۔ میثاقِ مدینہ میں واضح اور صریح الفاظ میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ غیر مسلم کو ان کے دین کی پوری آزادی ہوگی چنانچہ دوسری شق کے یہ الفاظ ہیں۔

یعنی مدینے میں جتنے بھی باشندے آزاد ہیں ان کو عدالتی اور قانونی آزادی کا اطمینان دیا گیا۔²²

اس تاریخ ساز معاہدے کی بدولت مذہبی آزادی اور رواداری کا اصول وضع ہوا نیز جن بنیادوں پر غیر مسلموں سے تعاون ہو سکتا ہے اس کی نشاندہی کی گئی۔²³

ڈاکٹر حمید اللہ نے میثاقِ مدینہ کو دنیا کا پہلا دستور ثابت کرنے کے لئے ایک انگلش میں ایک کتاب

۱۹۷۵ء میں لاہور سے شائع

The first

کی جس کا نام

"written constitution in the world" ہے۔

یعنی سرور کائنات نے خاندانی، قبائلی اور خونی رشتوں پر رشتہ اسلام کو ترجیح دی اور ایک نئی ملت تیار ہوئی جو خالص دینی اور انسانی ملت تھی

اسے ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبیلے اور ایک ہی مقصد زندگی سے وابستہ کر دیا۔ عصر حاضر میں مسلم ممالک کو مسلم ممالک کے ساتھ معاہدات کرنے چاہئیں۔ اگرچہ غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ معاہدے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ صرف یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ تعلقات میں ہمیشہ پہلی ترجیح مسلمانوں کو دی جانی چاہئے اور اس بات کو حتی الامکان یقینی بنایا جانا چاہئے کہ کسی بھی صورت میں ایک مسلمان ملک کے غیر مسلم ممالک سے کئے گئے معاہدے، کسی دوسرے مسلمان ملک کے مفادات کے ہر گز خلاف نہ جائیں۔ عمومی طور پر مسلم ریاستوں کو چھوڑ کر غیر مسلم ریاستوں کو دوست بنانے میں قرآن میں ممانعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ۔

"اے ایمان والو! نصاریٰ اور اہل یہود کو دوست مت بناؤ۔"

کافروں سے تین قسم کے کام ہوتے ہیں: ﴿۱﴾ یارانہ، ﴿۲﴾ خوش خلقی، ﴿۳﴾ احسان اور فائدہ پہنچانا، ان تعلقات کا خلاصہ یہ ہے کہ یارانہ تو کسی حال میں جائز نہیں اور آیت "لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ" بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاؤُ بَعْضُهُمْ يَتَّبِعُونَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ يَتَّبِعُونَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ يَتَّبِعُونَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ يَتَّبِعُونَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ" اور "لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ" میں یہی مراد ہے اور خوش اخلاقی تین حالتوں میں درست ہے۔ ایک نقصان سے بچنے کیلئے، دوسرے اس غیر مسلم کی توقع ہدایت کیلئے، تیسرے مہمان کی خاطر مدارات کیلئے۔ احسان اور فائدہ پہنچانا اپنی مصلحت و فائدہ، مال یا دولت کے واسطے ٹھیک نہیں۔ بالخصوص جب کہ دین کے نقصان کا بھی اندیشہ ہو تو یقیناً میل جول حرام ہوگا۔

ماضی میں عیسائی حکومتوں نے مسلم ممالک کے ساتھ کئی معاہدے کئے لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم ممالک کو امداد کے نام پر ایک طرح کا زر خرید غلام بنا لیا گیا۔ جو کہ اپنے ظاہری آقاؤں کی مرضی کے بغیر اپنی ریاستوں میں بھی اپنی رعایا کے حق میں بھی کوئی اقدام نہیں اٹھا سکتے۔ ماضی میں امریکہ اور روس اس کی مثالیں ہیں جبکہ عصر حاضر میں U.A.E، سعودی عرب اور افغانستان کے انڈیا کے ساتھ معاہدات، اور اسرائیل کا عرب ممالک میں تسلیم کیا جانا، امت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

”مواخات مدینہ“ انسانی مساوات، عظمت اور معیشت کا بے نظیر ماڈل

اس ضمن میں مواخات مدینہ کی اہمیت اور افادیت کا ذکر کرے جائیں ہوگا۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَاذْكُرُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا²⁴

اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن، پھر محبت ڈال دی تمہارے دلوں میں اب ہو

گئے اس کے کرم سے بھائی۔

مواخات کے ادارے نے مدینہ کے پرانے باشندوں اور مکہ کے مسلم قریشیوں کے دل اور ذہنوں میں ایسی ہم آہنگی پیدا کر دی جو حقیقی بھائیوں میں بھی مشکل ہی سے نظر آتی ہے۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا نتیجہ تھا اور سرورِ دو عالم کی تربیت کا فیضان تھا جس نے یک جان، ربط اور نظم و الا مضبوط معاشرہ بنا۔ انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات سے مسلم قومیت کے احساس کو مضبوط کرنے اور دونوں کے درمیان تعاون

کو بڑھانے کیلئے ان کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں کو بھی تحریر کیا گیا یہ مسلمانوں کی ایک سیاسی اہمیت کی طرف ایک اہم سنگ میل تھا کہ آپ ﷺ امن و سلامتی کے پیغمبر ہونے کی وجہ سے اسلام کا امن و سلامتی اور فلاح و کامیابی کا پیغام تمام انسانوں تک پہنچے اگر کوئی قوم یا فرد اسلام قبول نہ بھی کرے ان کا کسی بھی مذہب کے ساتھ تعلق ہو، وہ جیو اور جینے دو، کے اصول کے قائل ہوں۔ ریاست مدینہ میں اگرچہ لوگ زیادہ امیر نہیں تھے لیکن ان کے اندر قربانی کا جذبہ تھا۔ کرپشن نہیں تھی لہذا اہل اسلام کو ریاست مدینہ کی شکل میں دنیا میں بھی کامیابی مل گئی اور آخرت میں بھی۔ ویل ڈیورٹ ر قطر ازیں۔

اگرچہ تاریخ کے حوالے سے تجزیہ کریں تو آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں ہے آپ ﷺ نے جاہلیت کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو روحانی اور اخلاقی رفعت سے ہمکنار کیا کسی بھی دوسرے مصلح یا پیغمبر کی نسبت کہیں زیادہ کامیاب رہے۔ تاریخ انسانی کا شاید ہی کوئی آدمی کبھی اپنے خوابوں کو اس قدر بھرپور انداز میں تعبیر دے سکا۔ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت عرب ایک صحرا تھا جہاں بہت سے بت پرست قبائل آباد تھے۔ آپ ﷺ کے وصال کے وقت عرب ایک متحد قوم بن چکے تھے۔²⁵

دورِ حاضر میں مواخات مدینہ نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بیرونی سطح پر بھی قوموں کے لئے ایک بے نظیر مثال ہے۔ جس میں ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک مل کر کاروبار یا تجارت کر کے معیشت کے مسائل اور غربت کا حل تلاش کرتے ہیں۔

غیر مسلموں سے تعلقات کا شاہکار صلح نامہ حدیبیہ۔۔ فتح مبین

صلح نامہ حدیبیہ انٹرنیشنل ریلیشنز کا عظیم شاہکار ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب کا سربراہ اس قسم کی شرط منظور نہیں کر سکتا جبکہ اس کے پاس جانثار فوج بھی ہو اور عظیم کمانڈر بھی ہوں پھر بھی وہ دنیا میں یہ ثابت کرے کہ مسلمان تشدد پسند نہیں ہیں بلکہ وہ سب انسانیت کے لئے امن و سلامتی ہیں۔ جس کا اعتراف غیر مسلم بھی کرتے ہیں برطانیہ کی مشہور مصنفہ Karen Armstrong اپنی کتاب جو سیرتِ نبی ﷺ پر ہے، آپ ﷺ کے مطابق

محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب کے بانی تھے جسکی بنیاد تلوار پر نہ تھی مغربی پروپیگنڈے اور افسانے کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔²⁶

اگرچہ صلح نامہ حدیبیہ ظاہری طور پر مغلوب اور دب کر کیا جانے والا معاہدہ تھا لیکن حقیقت میں اسلام کی اشاعت کے لئے بہترین وقت درکار تھا دراصل معاہدہ حدیبیہ اسلام کی آفاقیت کی بنیاد ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں۔

مسلمان قریش کی منہ مانگی شرطیں ماننے کے لئے راضی تھے صرف خیبر کی جنگ میں ان سے نیوٹرل رہنے کی شرط تھی جسے قریش نے قبول کر لیا بلکہ اس سے بھی زیادہ ”با سَمَكِ اللّٰہِ“ کے الفاظ میں کوئی شرک اور بت پرستی نہیں تھی اور ”محمد بن عبد اللہ“ کو ماننے میں مسلمانوں کا کوئی حرج نہ تھا۔ اس طرح عمرے کا معاملہ بھی معمولی ہے اور ”من استطاع الیہ سبیلاً“ کی وجہ سے وہ اس وقت

مسلمانوں پر فرض نہ تھا۔ مسلمانوں کے لئے سخت ترین زمانے میں حدیبیہ میں قریش کا صلح کے لئے راضی ہو جانا۔ اسلامی سیاست خارجہ کی واقعی مکمل فتح اور کامیابی تھی۔²⁷

اس معاہدے سے آپ ﷺ کی دوراندیشی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے دشمن قریش کو کوئی ایسا بہانہ نہیں دینا چاہتے تھے جس سے اس کو خون خرابے کا موقعہ میسر آجائے۔ بظاہر اس کی شقیں غیر منصفانہ نظر آرہی تھیں۔ لیکن حقیقتاً معاہدہ کے اندر کئی فوائد از خود پوشیدہ تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کو بھی اب ایک مساوی قوت کی حیثیت سے تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس صلح حدیبیہ کے باعث مسلمانوں کے ہاتھ کھل گئے اور اس وقت درپیش فوری خطرات سے بچاؤ پر مسلمانوں کی آزادی کے ساتھ تین برس کی قلیل مدت میں پُر امن ذرائع سے اپنی مملکت کو تقریباً 10 گنا وسیع کر کے پورے جزیرہ نماعرب کو اپنا فرمانبردار بنالیا۔ رومی اور ایرانی اثرات کو وہاں سے بالکل زائل کر کے ایک ایسی مضبوط حکومت استوار کی جو کہ پندرہ سال کی مدت میں تین براعظموں تک پھیل گئی۔ اور جس نے اس کی مزاحمت کی وہ تباہ و برباد ہوا۔ اور جو اسلام کا مطیع ہوا وہ اس کی قومیت میں برابری کا شریک ہو گیا۔ حقیقتاً صلح نامہ حدیبیہ کو خارجہ تعلقات کا عظیم شاہکار مانا جاتا ہے۔

فتح مکہ میں رسول اللہ کا رول۔ قومی سربراہان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ

فتح مکہ اسلامی تاریخ کی عظیم الشان فتح ہے یہ ان دشمنوں کے خلاف فتح تھی جو مسلمانوں کو مٹانے کی سازشوں میں ملوث تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے سب کو معاف کر دیا اور یوں فرمایا۔ جو ابوسفیان کے مکان میں پناہ لے گا وہ محفوظ ہے اور جو اپنا گھر بند کرے گا وہ بھی امن میں ہے اور جو مسجد حرم میں آئے گا وہ بھی امان میں ہے۔

کوئی سربراہ ایسے بڑے سربراہ کے مقابلے میں کسی کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ کیونکہ اگر تاریخ کو دیکھا جائے تو فتح کرنے والی قومیں مفتوح قوموں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ ہر قسم کا ظلم و جبر کیا جاتا ہے۔ خواتین کی عزتوں کو پامال کیا جاتا ہے حتیٰ کی بوڑھوں اور بچوں کو بھی نہیں چھوڑا جاتا ہے کھیتوں اور فصلوں کو تباہ کیا جاتا ہے۔ لاشوں کے مینار کھڑے کئے جاتے ہیں۔ مفتوح اقوام کا مال اور جائیداد کو لوٹا جاتا ہے اور اس حد تک تباہی کی جاتی ہے کہ کسی کو معاف کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں لایا جاسکتا۔

لیکن ہمارے نبی اکرم مکہ میں داخل ہوتے ہیں عاجزی و انکساری کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور کائنات ارض و سما کا ذرہ ذرہ پکار اٹھتا ہے ”

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مقالے میں رسول پاک ﷺ کی سیرت کے ایک خوبصورت پہلو "غیر مسلموں سے معاہدے" کو اسلامی نقطہ نظر خصوصاً نبی کریم ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کی تعلیمات اور اس سلسلہ میں کی گئیں عملی کاوشوں بشمول حلف الفضول، بیثاق مدینہ، مواخات مدینہ، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کو سامنے رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ بحیثیت سربراہ مملکت اسلامیہ آپ ﷺ نے مسلمانوں اور مختلف اقوام کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے میں جو کردار ادا کیا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ ﷺ کے کئے گئے تمام معاہدے نا صرف امت مسلمہ بلکہ تمام اقوام

عالم کو باہمی امن و امان کے قیام، دیگر اقوام کے ساتھ جذبہ خیر سگالی، اپنے شہریوں کی مکمل دنیوی اور دینی فلاح اور بہتری کا جذبہ جیسے بے مثال اصولوں کا سبق دیتے ہیں۔ ان اصول و ضوابط کو لے کر چلنے کی ضرورت آج عصر حاضر میں ہر حکمران کو ہے۔ آج کے عالمی اور بین الاقوامی سطح کے مسائل کا حل صرف اور صرف انہی اصولوں پر چلنے پر ہے۔

حقیقت تو وہ ہوتی ہے جس کا اعتراف کوئی دشمن کرے۔ مہاتما گاندھی نے احمد مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک چمکتے ہوئے تارے سے تشبیہ دی ہے۔ جو دنیا کی تاریکیوں کے گھر روشن کرے گا۔ جارج برناڈش نے آپ رضی اللہ عنہ کی مدحت یوں بیان کرتا ہے کہ مجھے یقین کامل ہے اگر حبیب مصطفیٰ رضی اللہ عنہ جیسا آج دنیا کی بھاگ دوڑ سنبھال لے، تو دنیا سے تمام مسئلے ختم ہو جائیں گے۔ اس طرح دنیا میں امن اور خوشحالی ہو جائے گی اور اسلام تمام یورپ میں مشہور ہو گا کیونکہ اسلام میں یہ پوٹینشل موجود ہے۔

Robert-bulick نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اس کے مطابق:

عربوں کا دنیا کی دانشورانہ ترقی میں بہت زیادہ حصہ ہے اور یہ سب ترقی حضور کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے ہے۔

حواشی و حوالہ جات

¹ جامع اللغات، مطبع اورس، س۔ن، ۳: ۲۲۳

² عبدالرشید، منتخب اللغات، مطبع شمر لکھنؤ ہند، ۱۲۸۶ھ، ص: ۳۵۵

³ فیروز آبادی، قاموس المحیط، س۔ن، ص: ۲۴۱

⁴ لغت لسان العرب

⁵ Partick dictionary, orient book society, Lahore p:370
edition, Pag 178, oxford university press 2015

⁷ مقالات سیرت، ریاست مدینہ اور اسلامی فلاحی مملکت کا تصور، وزارت مذہبی امور و امین المذاہب، ہم آہنگی حکومت پاکستان، اسلام آباد ۱۴۴۱ھ، ۲۰۱۹ھ

⁸ الراغب اصفہانی، مفردات الفاظ القرآن، دار القلم دمشق، طبع رابع ۲۰۰۹، ص: ۶۴۴

⁹ غلام رسول، پروفیسر، تاریخ اسلام، ناشر چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، سن اشاعت ۲۰۱۲، ص: ۱۵۷

¹⁰ المنجد، لوئس معلوف، ص: ۳۱۳

¹¹ قاسمی مولانا، وحید الزماں، القاموس الوجید، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۱، ص: ۴۲۱

¹² Oxford advanced learners dictionary sixth edition sally wehmeier p:526

¹³ المحصری، سعید عبداللہ حارب، العلاقات الخارجیہ لدولہ الاسلامیہ، ص: ۴۴

¹⁴ Safder Mahmood, political study of Pakistan Lahore, Ashraf press, 1992, p:179

¹⁵ Col.T.M. Sykes, Attistor of Persia, the McMillon, New York 1915 p:397

¹⁶ ندوی، ابوالحسن، بعثت محمدی سے پہلے، بحوالہ نقوش رسول غیر ۳: ۱۲۵

¹⁷ حسین بانو، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سفارت کاری اور خارجہ پالیسی، راجیل پبلیکیشنز کراچی، سن طباعت ستمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۱۴۰

¹⁸ حامد انصاری، غازی، اسلام کا نظام حکومت، ص: ۸۷

¹⁹ Bosworth smith Muhammad and Muhammadanism, London, p: 92

²⁰ طبقات جلد اول، ص: ۸۲

²¹ مستدرک، جلد ۶، ص: ۲۲۰

²² محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص: ۱۰۶

²³ محمد رسول اللہ، مقالات سیرت النبی ﷺ، لاہور، اردو ادارہ معارف اسلامیہ، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۲۷

²⁴ اہل عمران، ۳: ۱۰۲

²⁵ ویل ڈیورٹ، اسلامی تہذیب کی داستان، ترجمہ یاسر جواد نگارشات پبلشرز، رنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۷

edition 2, illustrated ²⁶ Karen Armstrong” Muhammad a western to understanding Islam, represent p:226 publisher, victor gollanez 1999

²⁷ حمید اللہ، ڈاکٹر، صلح حدیبیہ کی فتح یا عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار، دارہ اشاعت کراچی، ۱۹۶۱ء، ص: ۸۹، ۹۰

References

1. Collector of Languages, Edres Press, S.N., 223:3
2. Abdul Rashid, Selected Al-Laghat, Samar Lucknow, India, 1286AH, p. 355
3. Firuzabadi, Qamos al-Muhit, s. N, p.241
4. Lisan Al Arab has cancelled
5. Partick dictionary, orient book society, Lahore p:370, edition, Pag 178, oxford university press 2015
6. Articles on Sirat, State of Medina and The Concept of an Islamic Welfare State, Ministry of Religious Affairs and Religious Harmony Between Government of Pakistan, Islamabad 2019, 1441AH
7. Al-Ragheb Asfahani, Vocabulary of the words of the Qur'an, Dar Al-Qalam Damascus, fourth edition 2009, p. 644
8. Ghulam Rasool, Professor, Tarikh-e-Islam, Publisher, Chauhadri Ghulam Rasool & Sons Publishers, Sun-e-Prakashan ۲۰۱۲AM: ۱۵۷
9. Al-Munajjid, Luis Maalouf, p. 313
10. Qasmi Maulana, Waheed-uz-Zaman, Al-Qamoos al-Wajid, Institute of Islamic Studies, Lahore, 2001, p. 421
11. Oxford advanced learners dictionary sixth edition sally wehmeier p:526
12. Al-Muhsiri, Sa'id 'Abd Allah Harb, al-'Alaqa al-Kharjiya, p. 24.
13. Safder Mahmood, political study of Pakistan Lahore, Ashraf press, 1992, p:179
14. Col.T.M. Sykes, Attistor of Persia, the McMillon, New York 1915 p:397
15. Nadvi, Abu l-Hasan, before Ba'ath al-Muhammadi, quoted in Naqosh Rasul al-'A'n 125:3
16. Hussain Bano, Dr., Diplomacy and Foreign Policy of the Holy Prophet(sa), Raheel Publications Karachi, Printed September 2018, p. 140

-
17. Hamid Ansari, Ghazi, Islam's System of Government, p.87
 18. Bosworth smith Muhammad and Muhammadanism, London, p: 92
 19. First Leather Layers, p. 82
 20. Mustadrak, Leather, 6, p.220
 21. Muhammad Hamidullah, System of Governance in the Prophet's Era, p. 106
 22. Muhammad Rasulullah, Sirat-un-Nabi, Lahore, Urdu Institute of Ma'arif Islamia, 1982, p. 127
 23. Al Imran, 102:3
 24. Will Durt, The Story of Islamic Civilization, Tarja Yasser Jawad Nigarshat Publishers, Ring Road, Lahore, 2007, p. 37
 25. Karen Armstrong" Muhammad a western to understanding Islam, 'edition 2, illustrated represent p:226 publisher, victor gollanez 1999
 26. Hamidullah, Doctor, Victory of the Treaty of Hudaibiya or The Masterpiece of Foreign Politics of the Prophet's Era, Dar-ul-Prakashan Karachi, 1961, pp. 90,89